

## امام حسن عسکری(ع) کے اخلاق و اوصاف

<?xml encoding="UTF-8">

امام حسن عسکری(ع) اسی سلسلہ عصمت کی ایک کڑی تھے جس کا ہر حلقہ انسانی کمالات کے جواہر سے مرصع تھا ، علم وحلم ، عفو وکرم ، سخاوت و ایثار سب ہی اوصاف بے مثال تھے۔ عبادت کا یہ عالم تھا کہ اس زمانے میں بھی کہ جب آپ سخت قید میں تھے معتمد نے جس سے آپ کے متعلق دریافت کیا یہی معلوم ہوا کہ آپ دن بھر روزہ رکھتے ہیں اور رات بھر نمازیں پڑھتے ہیں اور سوائے ذکر الہی کے کسی سے کوئی کلام نہیں فرماتے ، اگرچہ آپ کو اپنے گھر پر آزادی کے سانس لینے کا موقع بہت کم ملا۔ پھر بھی جتنے عرصہ تک قیام رہا اور دور دراز سے لوگ آپ کے فیض و عطا کے تذکرے سن کر اتے تھے اور بامراد واپس جاتے تھے۔ آپ کے اخلاق و اوصاف کی عظمت کا عوام و خواص سب ہی کے دلوں پر سکھ قائم تھا۔ چنانچہ جب احمد بن عبداللہ بن خاقان کے سامنے جو خلیفہ عباسی کی طرف سے شہر قم کے اوقاف و صدقات کے شعبہ کا افسر اعلیٰ تھا سادات علوی کا تذکرہ آگیا تو وہ کہنے لگا کہ مجھے کوئی حسن علیہ السلام عسکری سے زیادہ مرتبہ اور علم و ورع ، زہد و عبادت ، وقار و بیبت ، حیاء و عفت ، شرف و عزت اور قدرومنزلت میں ممتاز اور نمایاں نہیں معلوم ہوا۔ اس وقت جب امام علی نقی علیہ السلام کا انتقال ہوا اور لوگ تجہیز و تکفین میں مشغول تھے تو بعض گھر کے ملازمین نے اثاث اللبیت وغیرہ میں سے کچھ چیزیں غائب کر دیں اور انہیں خبر تک نہ تھی کہ امام علیہ السلام کو اس کی اطلاع ہو جائے گی۔ جب تجہیز اور تکفین وغیرہ سے فراغت ہوئی تو آپ نے ان نوکروں کو بلایا اور فرمایا کہ جو کچھ پوچھتا ہوں اگر تم مجھ سے سچ سچ بیان کرو گے تو میں تمہیں معاف کردوں گا اور سزا نہ دوں گا لیکن اگر غلط بیانی سے کام لیا تو پھر میں تمہارے پاس سے سب چیزیں برآمد بھی کرالوں گا اور سزا بھی دوں گا۔ اس کے بعد آپ نے ہر ایک سے ان اشیاء کے متعلق جو ان کے پاس تھیں دریافت کیا اور جب انہوں نے سچ بیان کر دیا تو ان تمام چیزوں کو ان سے واپس لے کر آپ نے ان کو کسی قسم کی سزا نہ دی اور معاف فرمادیا

### علمی مرکزیت

باوجود یہ کہ آپ کی عمر بہت مختصر ہوئی یعنی صرف اٹھائیس برس مگر اس محدود اور مشکلات سے بھری ہوئی زندگی میں بھی آپ کے علمی فیوض کے دریا نے بڑے بڑے بلند پایہ علماء کو سیراب ہونے کا موقع دیا نیز زمانے کے فلاسفہ کا جو دہریت اور الحاد کی تبلیغ کر رہے تھے مقابلہ فرمایا جس میں نمایاں کامیابی حاصل ہوئی۔ ان میں ایک اسحق کندی کا واقعہ یہ ہے کہ یہ شخص قرآن مجید کی آیات کے باہمی تناقض کے متعلق ایک کتاب لکھ رہا تھا۔ یہ خبر امام حسن عسکری(ع) کو پہنچی اور آپ موقع کے منتظر ہو گئے۔ اتفاق سے ایک روز ابو اسحق کے کچھ شاگرد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ تم میں کوئی اتنا سمجھدار آدمی نہیں جو اپنے استاد کندی کو اس فضول مشغلے سے روکے جو انہوں نے قرآن کے بارے میں شروع کر رکھا ہے ، ان طلباء نے کہا ، حضور ! ہم تو ان کے شاگرد ہیں ، ہم بھلا ان پر کیا اعتراض کرسکتے ہیں ؟ حضرت امام حسن عسکری(ع) نے فرمایا ! اتنا تو تم کرسکتے ہو جو کچھ باتیں میں تمہیں بتاؤں وہ تم ان کے سامنے پیش کردو ،

طلاب نے کہا! جی ہاں ہم اتنا کرسکتے ہیں۔ حضرت نے کچھ آیتیں قرآن کی جن کے متعلق باہمی اختلاف کا توہم ہو رہا تھا پیش فرما کر ان سے کہا کہ تم اپنے استاد سے اتنا پوچھو کہ کیا ان الفاظ کے بس یہی معنی ہیں جن کے لحاظ سے وہ تناقص ثابت کر رہے ہیں اور اگر کلام عرب کے شواہد سے دوسرے متعارف معنی نکل آئیں جن کے بنا پر الفاظ قرآن میں باہم کوئی اختلافات نہ رہے تو پھر انہیں کیا حق ہے کہ وہ اپنے ذہنی خود ساختہ معنی کو متکلم قرآنی کی طرف منسوب کر کے تناقص و اختلاف کی عمارت کھڑی کریں، اس ذیل میں آپ نے کچھ شواہد کلام عرب کے بھی ان طلباء کے ذہن نشین کرائے۔ ذہین طلباء نے وہ پوری بحث اور شواہد کے حوالے محفوظ کر لیے اور اپنے استاد کے پاس جا کر ادھر ادھر کی باتوں کے بعد یہ سوالات پیش کر دیئے۔ بہر حال وہ آدمی منصف مزاج تھا اس نے طلباء کی زبانی وہ سب کچھ سنا اور کہا کہ یہ باتیں تمہاری قابلیت سے بالا تر ہیں۔ سچ سچ بتانا کہ یہ باتیں تمہیں کس نے بتائی ہیں پہلے تو ان طالب علموں نے چھپانا چاہا اور کہا کہ یہ چیزیں خود ہمارے ذہن میں آئی ہیں مگر جب اس نے سختی کے ساتھ انکار کیا کہ یہ ہو ہی نہیں سکتا تو انہوں نے بتایا کہ ہمیں ابو محمد، حسن عسکری علیہ السلام نے یہ باتیں بتائی ہیں یہ سن کر اس نے کہا کہ سوائے اس گھرانے کے اور کہیں سے یہ معلومات حاصل ہی نہیں ہوسکتیں تھے۔ پھر اس نے آگ منگوائی اور جو کچھ لکھا تھا، نذر آتش کردیا ایسے کتنے ہی علمی اور دینی خدمات تھے جو خاموشی کے ساتھ حضرت (ع) انجام دے رہے تھے اور حکومت وقت جو اسلام کی پاسداری کی دعویدار تھی۔ اپنے عیش و طرب کے نشے میں مدبوش تھی یا پھر چونکتی تھی بھی تو ایسے مخلص حامی اسلام کو اپنی سلطنت کے لیے خطرہ محسوس کر کے ان پر کچھ پابندیاں نافذ کردیتی تھی، مگر اس کوہِ گراں کے صبر و استقامت میں فرق نہ آیا

## شہادت:

اتنے علمی و دینی مشاغل میں مصروف انسان کو کہیں سلطنت وقت کے ساتھ مزاحمت کا کوئی خیال پیدا ہوسکتا ہے مگر ان کا بڑھتا ہو روحانی اقتدار اور علمی مرجعیت ہی تو ہمیشہ ان حضرات کو سلاطین کے لیے ناقابل برداشت ثابت کرتی رہی۔ وہی اب بھی ہوا اور معتمد عباسی کے بھجوائے ہوئے زہر سے 8 ربیع 260ھ الاوّل میں آپ نے شہادت پائی اور اپنے والد بزرگوار کی قبر کے پاس سامرے میں دفن ہوئے جہاں حضرت علیہ السلام کا روضہ باوجود ناموافق ماحول کے مرجع خلائق بنا ہوا ہے۔